Lesson 3: Al-A'araaf (Ayaat 40 - 53): Day 13 سُوۡرَۃُ الۡاَعۡرَاف کی تفسیر

لیکن اگلی آیت میں تو کسی اور کا تذکرہ ہے۔ آئیں اَب تصویر کا دوسرا رُخ دیکھتے ہیں؛

اِنَّ الَّذِیۡنَ کَذَّبُوۡا بِاٰیٰتِنَا وَاسۡتَکۡبَرُوۡا عَنۡہَا لَا تُفَتَّحُ لَہُمۡ اَبۡوَابُ السَّمَآءِ وَلَا یَدۡخُلُوۡنَ الۡجَنَّۃَ حَتّٰی یَلِجَ الۡجَمَلُ فِیۡ سَمِّ الۡخِیَاطِ ؕ وَکَذٰلِکَ نَجۡزِی الۡمُجۡرِمِیۡنَ ﴿۴۰﴾

جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور ان سے سرتابی کی۔ ان کے لیے نہ آسمان کے دروازے کھولے جائیں گے اور نہ وہ بہشت میں داخل ہوں گے۔ یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں سے نہ نکل جائے اور گنہگاروں کو ہم ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں ﴿۴۰﴾

اور کافر کی جب دنیا کی آخری گھڑی آتی ہے تو اس کے پاس سیاہ چہرے والے فرشتے آسمان سے آتے ہیں، ان کے ساتھ ٹاٹ ہوتا ہے (یہ ایک چبھنے والا موٹا کپڑا ہوتا ہے) اس کی نگاہ تک اسے یہی نظر آتے ہیں۔ پھر ملک الموت آکر اس کے سرہانے بیٹھ جاتے ہیں اور فرماتے ہیں: اے خبیث روح! اللہ کی ناراضگی اور اس کے غضب کی طرف چل۔ یہ سن کر روح بدن میں چھپنے لگتی ہے جسے ملک الموت جبراً گھسیٹ کر نکالتے ہیں۔

یہ قرآن میں کہاں لکھا ہے؟ سورۃ النّازعَات میں ہے؛ ان (فرشتوں) کی قسم جو ڈوب کر کھینچ لیتے ہیں ﴿۱﴾ اور ان کی جو آسانی سے کھول دیتے ہیں ﴿۲﴾ اور ان کی جو تیرتے پھرتے ہیں ﴿۳﴾ پھر لپک کر آگے بڑھتے ہیں ﴿۴﴾

مومن کی روح کتنے پیار سے نکلتی ہے۔ اور یہاں کافر کی روح کا حال دیکھیں گے۔ ایک روایت میں ہے کہ جس طرح ململ کا گیلا کپڑا کانٹے دار جھاڑی پر سے اُتارا جائے تو تار تار ہو کر ہاتھ آتا ہے۔ ایسے ہی

کافر کی روح جسم میں چھپتی ہے۔ اور کھینچ کر نکالی جاتی ہے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ ملک الموت جوڑوں پر مارتے ہیں کہ اے خبیث روح باہر نکل۔

اسی وقت وہ فرشتے ان کے ہاتھ سے ایک آنکھ جھپکنے میں لے لیتے ہیں اور اس جہنمی ٹاٹ میں لپیٹ لیتے ہیں اور اس سے نہایت ہی سڑی ہوئی بدبو نکلتی ہے، یہ اسے لے کر چڑھنے لگتے ہیں۔ فرشتوں کا جو گروہ ملتا ہے، اس سے پوچھتا ہے کہ ناپاک روح کس کی ہے؟ یہ اس کی روح کا بدترین نام دنیا میں تھا، انہیں بتاتے ہیں۔ پھر آسمان کا دروازہ اس کیلئے کھلوانا چاہتے ہیں مگر کھولا نہیں جاتا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم کی یہ آیت «لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَلَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتَّىٰ يَلِجَ الْجَمَلُ فِي سَمِّ الْخِيَاطِ» تلاوت فرمائی۔ جناب باری عزوجل کا ارشاد ہوتا ہے: اس کی کتاب سجین میں سب سے نیچے کی زمین میں رکھو پھر اس کی روح وہاں سے پھینک دی جاتی ہے۔

جیسے علّیین ساتویں آسمان پر ہوتے ہیں ایسے ہی سجّین کی روح زمین کے نچلے درجات میں رکھی جاتی ہے۔

پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: «وَمَن يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَكَأَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ أَوْ تَهْوِي بِهِ الرِّيحُ فِي مَكَانٍ سَحِيقٍ» (22-الحج:31) یعنی " جس نے اللہ کے ساتھ شریک کیا گویا وہ آسمان سے گر پڑا پس اسے یا تو پرندچرند اچک لے جائیں گے یا ہوائیں کسی دور دراز کی ڈراؤنی ویران جگہ پر پھینک دیں گی۔ " اب اس کی روح اس کے جسم میں لوٹائی جاتی ہے۔ اور اس کے پاس دو فرشتے پہنچتے ہیں۔ اسے اٹھا کر بٹھاتے ہیں اور پوچھتے ہیں: تیرا رب کون ہے؟ یہ کہتا ہے: ہائے ہائے! مجھے خبر نہیں۔ پوچھتے ہیں: تیرا دین کیا ہے؟ جواب دیتا ہے: افسوس! مجھے اس کی بھی خبر نہیں۔ پوچھتے ہیں: بتا اس شخص کی بابت تو کیا کہتا ہے جو تم میں بھیجے گئے تھے؟ یہ کہتا ہے: آہ! میں اس کا جواب بھی نہیں جانتا۔

(ایک روایت میں ہے کہ وہ کہتا ہے کاش میں کچھ پڑھتا کچھ لکھتا۔اس کی ایک دلیل ہم سونے سے پہلے روزانہ پڑھتے ہیں۔ سورۃ ملک میں ہے: وہ کہیں گے کیوں نہیں ضرور ہدایت کرنے والا آیا تھا لیکن ہم نے اس کو جھٹلا دیا اور کہا کہ خدا نے تو کوئی چیز نازل ہی نہیں کی۔ تم تو بڑی غلطی میں (پڑے ہوئے ہو﴿۹﴾ اور کہیں گے اگر ہم سنتے یا سمجھتے ہوتے تو دوزخیوں میں نہ ہوتے﴿۱۰﴾

جو لوگ دُنیا کے کام میں ہی مصروف رہتے ہیں۔ کیا انہوں موت کے بعد اللہ اور رسولؐ کا نام یاد آئے گا؟ جنہوں نے زندگی میں اللہ اور رسولؐ کا یاد نہ کیا وہ مرنے کے بعد زبان پر کلمہ بھی نہ لا سکیں گے۔)

اسی وقت آسمان سے ندا ہوتی ہے کہ میرے غلام نے غلط کہا۔اس کے لئے جہنم کی آگ بچھا دو اور جہنم کا دروازہ اس کی قبر کی طرف کھول دو۔ وہاں سے گرمی اور آگ کے جھونکے آنے لگتے ہیں،اس کی قبر تنگ ہو جاتی ہے۔ یہاں تک کہ ادھر کی پسلیاں ادھر اور ادھر کی ادھر ہو جاتی ہیں۔

(اللہ کے نبیؐ نے اپنے ہاتھوں سے انگلیاں ایک دوسرے میں ڈال کر دکھائیں کہ کیسے پسلیاں ایک دوسرے میں گُھس جاتی ہیں۔)

اس کے پاس ایک شخص نہایت مکروہ اور ڈراؤنی صورت والا، برے کپڑے پہنے، بری بدبو والا آتا ہے اور اس سے کہتا ہے کہ اب اپنی برائیوں کا مزہ چکھ، اسی دن کا تجھ سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ یہ پوچھتا ہے: تو کون ہے؟ تیرے تو چہرے سے وحشت اور برائی ٹپک رہی ہے؟ یہ جواب دیتا ہے: میں تیرا خبیث عمل ہوں۔ یہ کہتا ہے: یااللہ! قیامت قائم نہ ہو۔(مسند احمد: 4/287-288:صحیح)

اسی روایت کی دوسری سند میں ہے کہ مومن کی روح کو دیکھ کر آسمان وزمین کے تمام فرشتے دعائے مغفرت ورحمت کرتے ہیں۔ اس کے لئے آسمانوں کے دروازے کھل جاتے ہیں اور ہر دورازے کے فرشتوں کی تمنا ہوتی ہے کہ اللہ کرے، یہ روح ہماری طرف سے آسمان پر چڑھے۔اس میں یہ بھی ہے کہ کافر کی قبر میں اندھا، بہرا، گونگا فرشتہ مقرر ہو جاتا ہے جس کے ہاتھ میں ایک گرز ہوتا ہے کہ اگر

اسے کسی بڑے پہاڑ پر مارا جائے تو وہ مٹی ہو جائے۔ پھر اسے جیسا وہ تھا، اللہ تعالیٰ کر دیتا ہے۔ فرشتہ دوبارہ اسے گرز مارتا ہے جس سے یہ چیخنے چلانے لگتا ہے جسے انسان اور جنات کے سوا تمام مخلوق سنتی ہے۔(مسند احمد: 4/295-296:صحیح)

ابن جریر میں ہے کہ نیک صالح شخص سے فرشتے کہتے ہیں: اے مطمئن نفس! جو طیب جسم میں تھا، تو تعریفوں والا بن کر نکل اور جنت کی خوشبو اور نسیم جنت کی طرف چل۔ اس اللہ کے پاس چل جو تجھ پر غصے نہیں ہے۔

پھر آپؐ فرماتے ہیں کہ جب اس روح کو لے کر آسمانوں کی طرف چڑھتے ہیں، دروازہ کھلواتے ہیں تو پوچھا جاتا ہے کہ یہ کون ہے؟ یہ اس کا نام بتاتے ہیں تو وہ اسے مرحبا کہہ کر وہی کہتے ہیں۔ یہاں تک کہ یہ اس آسمان میں پہنچتے ہیں جہاں اللہ ہے۔ اس میں یہ بھی ہے کہ برے شخص سے وہ کہتے ہیں: اے خبیث نفس! جو خبیث جسم میں تھا، تو برا بن کر نکل اور تیز کھولتے ہوئے پانی اور لہو پیپ اور اسی قسم کے مختلف عذابوں کی طرف چل۔ اس کے نکلنے تک فرشتے یہی سناتے رہتے ہیں۔ پھر اسے لے کر آسمانوں کی طرف چڑھتے ہیں۔ پوچھا جاتا ہے کہ یہ کون ہے؟ یہ اس کا نام بتاتے ہیں تو آسمان کے فرشتے کہتے ہیں، اس خبیث کو مرحبا نہ کہو۔ یہ تھی بھی خبیث جسم میں، تو بدبن کر لوٹ جا۔ اس کے لیے آسمان کے دروازے نہیں کھلتے اور آسمان و زمین کے درمیان چھوڑ دی جاتی ہے۔ پھر قبر کی طرف لوٹ آتی ہے۔(سنن ابن ماجه: 4262، قال الشيخ الألباني:صحيح)

ایک دفعہ اللہ کے نبیؐ خچر پر کہیں جا رہے تھے۔ آپؐ کا گزر قبرستان کے پاس سے ہوا تو خچر بدکنے لگا۔ آپؐ نے فرمایا یہ قبر کے عذاب کو سُن کر بدک رہا ہے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ اللہ کے نبیؐ قبرستان کے پاس سے گُزرے تو دو قبروں پر کچھ تازہ ہری شاخیں اور پتے رکھ دیئے۔ آپؐ نے فرمایا کہ اِن دونوں کو عذاب ہو رہا ہے ایک کو اس لئے کہ وہ

پیشاب کی چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا۔ اور دوسرے کو اس لئے کہ چغل خوری کرتا تھا۔ جتنی دیر یہ شاخیں ہری رہیں گی اِن کو عذاب نہیں ہو گا کیونکہ یہ شاخیں بھی اللہ کی تسبیح کرتی ہیں۔ یہ اللہ کے نبیؐ کا ایک معجزہ تھا۔

اس کا مطلب یہ نہیں کہ اب ہم اپنی قبروں پر درخت لگالیں۔ اس بات کی کوئی دلیل نہیں ملتی۔

پھر آگے فرمایا گیا؛ ۔۔۔ وَلَا يَدۡخُلُونَ الۡجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الۡجَمَلُ فِىۡ سَمِّ الۡخِيَاطِ ۔۔۔ اور وہ لوگ کبھی جنت میں نہ جائیں گے جب تک کہ اونٹ سوئی کے ناکہ کے اندر سے نہ چلا جائے۔۔۔

عربی لفظ تو «جمل» ہے جس کے معنی نر اونٹ کے ہیں لیکن ایک قرأت میں «جمل» ہے اس کے معنی بڑے پہاڑ کے ہیں۔

مطلب یہ ہر دو صورت ایک ہی ہے کہ نہ اونٹ سوئی کے ناکے سے گزر سکے، نہ پہاڑ۔ اسی طرح کافر جنت میں نہیں جاسکتا۔ ان کا اوڑھنا بچھونا آگ ہے۔ ظالموں کی یہی سزا ہے۔

بعض لوگ کہتے ہیں یہ ایک مثال ہے۔ سَمِّ معنی سوراخ۔ اور الۡخِيَاطِ معنی سوئی کو کہتے ہیں۔ یعنی یہ ایک ناممکن کام ہے۔

بعض کہتے جُمل معنی موٹا دھاگہ۔ جیسے موٹا دھاگہ سوئی سے نہیں گزر سکتا ایسے ہی کافر جنت میں نہیں جاسکے گا۔

ہم آگے جاکر پڑھیں گے کہ انسان کے منہ سے جو لا الہ الا اللہ نکلتا ہے۔ ہمارے گلے میں ہوتا ہے۔ جب ہم نیک اعمال کرتے ہیں تو وہ نیک اعمال کلمے کو ہمارے اندر ڈال دیتے ہیں۔

اللہ سے دعا ہے کہ ہمیں نیک اعمال کرنے والے لوگوں میں شامل فرمادے۔ آمین

يَلِجَ : کارُوٹ۔ ول ج۔ داخل ہونا۔ یعنی متکبرین اور جھٹلانے والے کبھی جنّت میں نہیں جا سکیں گے۔

یہ تو ہم نے دیکھا کہ مومن انسان کے ساتھ موت کے بعد کیسا بہترین سلوک ہو گا۔ اگلی آیت میں دیکھیں؛ کچھ چیزیں جنّت میں داخل ہونے سے پہلے کی ہیں۔ جو کچھ ہماری ہمت اور طاقت میں نہیں ہے اس کے بارے میں ہم سے پوچھ نہیں ہو گی۔

ابھی تک ہم نے قبر کے حالات کے بارے میں پڑھا۔ اَب آگے جنت کا بیان ہے۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا أُولَئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ﴿42﴾

اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے ہم کسی شخص کو اس کی قدرت سے زیادہ کسی کا مکلف نہیں بناتے وہی لوگ جنت والے ہیں اور وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ (42)

جنت میں جانے کے لئے ایمان لانا اور نیک عمل کرنا لازم ہے۔

وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهِمُ الْأَنْهَارُ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا أَنْ هَدَانَا اللَّهُ لَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ وَنُودُوا أَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ أُورِثْتُمُوهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ﴿43﴾

اور جو کچھ ان کے دلوں میں [کینہ] تھا ہم اس کو دور کر دیں گے۔ ان کے نیچے نہریں جاری ہوں گی۔ اور وہ لوگ کہیں گے کہ اللہ کا [لاکھ لاکھ] شکر ہے جس نے ہم کو اس مقام تک پہنچایا اور ہماری کبھی رسائی نہ ہوتی اگر اللہ تعالیٰ ہم کو نہ پہنچاتا۔ واقعی ہمارے رب کے پیغمبر سچی باتیں لے کر آئے تھے۔ اور ان سے پکار کر کہا جائے گا کہ اس جنت کے تم وارث بنائے گئے ہو اپنے اعمال کے بدلے۔ (43)

نَزَعْنَا: ن ز ع۔ کھینچنا۔ دلوں سے کھینچ لیں گے۔ جو اِن کے سینوں میں ہو گا۔

غِلٍّ: غِلّ، دِلی عداوت۔ دل میں کسی کے بارے میں کچھ بُرا سوچنا۔ بغض۔ دل کا کھوٹ۔

غُل کا مطلب ہے مالِ غنیمت میں سے کچھ چُرا لینا۔

اللہ سبحان تعالیٰ مومنین کے دلوں سے غِلٍّ یعنی ہر طرح کی بُری سوچ، کھوٹ نکال دینگے۔ ایک بات تو ہمیں یہ سمجھ آتی ہے کہ جنّت میں جانے والے پرفیکٹ لوگ نہیں ہونگے۔ وہ انسان ہی ہونگے۔ ہو سکتا ہے اُن کے دلوں میں ایک دوسرے کے لئے تھوڑی بہت ناراضگی یا کھوٹ ہو۔ تو اللہ اُن کو جنّت میں داخل کرنے سے پہلے ان کے دلوں کے کینے اور غِلٍّ دُور کر دے گا۔

زندگی کے معاملات میں دوستوں اور بہن بھائیوں میں آپس میں کوئی نہ کوئی شکایت ہو جاتی ہے۔ اللہ ایسے شکوے دُور کر دینگے۔ حساب کتاب ہونے کے بعد، پُل صراط عبور کیا جائے گا۔ پُل صراط کے آخری کنارے پر ایک جگہ ہے 'قنطرہ' وہاں ایسی تمام بشری کمزوریوں کی صفائی کر دی جائے گی۔

پھر فرمان ہے کہ ایمان اور نیکیاں انسان کے بس میں ہیں، اللہ کے احکام انسانی طاقت سے زیادہ نہیں ہیں۔ ایسے لوگ جنتی ہیں اور ہمیشہ جنت میں ہی رہیں گے۔
ان کے دلوں میں سے آپس کی کدورتیں، حسد، بغض دور کر دیئے جائیں گے۔
چنانچہ صحیح بخاری شریف کی حدیث میں ہے کہ مومن آگ سے چھٹکارا حاصل کر کے جنت و دوزخ کے درمیان ایک پل پر روک دیئے جائیں گے، وہاں ان کے آپس کے مظالم کا بدلہ ہو جائے گا اور وہ پاک ہو کر جنت میں جانے کی اجازت پائیں گے۔ یعنی ہر طرح کے گلے شکوے دُور ہو جائیں گے۔

واللہ! وہ لوگ اپنے اپنے درجوں کو اور مکانوں کو اس طرح پہچان لیں گے جیسے دنیا میں جان لیتے تھے بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ (صحیح بخاری: 2440)

پل صراط سلامتی سے عبور کرنے والے اہل ایمان کو قنطرہ (جگہ کا نام) پر روک لیا جائے گا ان کی باہمی ناراضیاں اور گلے شکوے دور کئے جائیں گے تب انہیں جنت میں داخل کیا جائے گا تا کہ جنت میں شیر وشکر ہو کر رہیں۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "پل صراط پار کرنے کے بعد مومنوں کو جنت اور جہنم کے درمیان قنطرہ پر روک لیا جائے گا، دنیا میں انہوں نے ایک دوسرے پر جو ظلم اور زیادتی کی ہوگی اس کا بدلہ دلایا جائے گا حتی کہ جب وہ مکمل طور پر پاک صاف ہو جائیں گے تب انہیں جنت میں داخل ہونے کی اجازت دی جائے گی۔" اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : کہا جاتا ہے کہ "قنطرۃ" پل صراط کا آخری حصہ ہوگا یا اس کے علاوہ کوئی دوسرا پل ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب! عربی زبان میں "قنطرۃ" بلند عمارت یا پل کو کہتے ہیں۔

کتاب القیامہ۔ اقبال کیلانی۔ صفحہ نمبر 258

اِس موضوع پر اُستاذہ عفت مقبول صاحبہ کے لیکچر نور القرآن کی ویب سائٹ سے سنیں۔

مومن کے لئے جنّت کو سجایا جا رہا ہے۔ جیسے دُلہن نے گھر آنا ہو تو سارے گھر کو سجایا جاتا ہے۔ دُلہن کو بنا سنوار کر بٹھایا جاتا ہے۔ ایسے ہی اللہ تعالیٰ مومنین کو سجائے گا۔

ایک روایت ہے کہ اہل جنت دروازہ جنت پر ایک درخت دیکھیں گے جس کی جڑوں کے پاس سے دو نہریں بہہ رہی ہوں گی۔ یہ ان میں سے ایک کا پانی پئیں گے جس سے دلوں کی کدورتیں دھل جائیں گی، یہ شراب طہور ہے۔ پھر دوسری نہر میں غسل کریں گے جس سے چہروں پر تر و تازگی آجائے گی۔ پھر نہ تو بال بکھریں، نہ سرمہ لگانے اور سنگھار کرنے کی ضرورت پڑے۔

ابن مردویہ میں ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ہر جنتی کو اپنا جہنم کا ٹھکانا دکھایا جائے گا تاکہ وہ اور بھی شکر کرے اور وہ کہے گا کہ اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے ہدایت عنایت فرمائی اور ہر جہنمی کو اس کا جنت کا ٹھکانا دکھایا جائے گا تاکہ اس کی حسرت بڑھے۔ اس وقت وہ کہے گا: کاش کہ میں بھی راہ یافتہ ہوتا۔(مسند احمد:2/512: صحیح)

پھر جنتیوں کو جنت کی جگہیں دے دی جائیں گی اور ایک منادی ندا کرے گا کہ یہی وہ جنت ہے جس کے تم بہ سبب اپنی نیکیوں کے وارث بنا دیئے گئے یعنی تمہارے اعمال کی وجہ سے تمہیں رحمت ربّ ملی اور رحمت ربّ سے تم داخل جنت ہوئے۔

انسان کا موڈ ٹھیک ہو جائے گا۔ کہا سُنا سب معاف ہو جائے۔ انسان ہنسی خوشی سب کے ساتھ رہے گا۔ ایک دوسرے کے ساتھ کوئی بُری سوچ یا بُرا گمان نہیں ہو گا۔ مثال کسی سے دُنیا میں دشمنی بھی ہو گی تو وہاں دِل صاف ہو جائے گا۔

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِّلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ﴿١٠﴾

اے پروردگار ہمارے اور ہمارے بھائیوں کے جو ہم سے پہلے ایمان لائے ہیں گناہ معاف فرما اور مومنوں کی طرف سے ہمارے دل میں کینہ (وحسد) نہ پیدا ہونے دے۔ اے ہمارے پروردگار تو بڑا شفقت کرنے والا مہربان ہے ﴿١٠﴾ سورۃ الحشر۔

سیدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ سے بھی اسی جیسا قول مروی ہے، جو آیت «وَسِيقَ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوهَا وَفُتِحَتْ أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا خَالِدِينَ» (39-الزمر:73) ۔

آپ سے یہ بھی مروی ہے کہ ان شاءاللہ میں اور عثمان رضی اللہ عنہ اور طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں سے ہوں گے جن کے دل اللہ تعالیٰ صاف کر دے گا۔

صحابہ کرامؓ کتنی خوبصورت باتیں کرتے ہیں۔ کہ ہمارے درمیان جو چھوٹی سی بات بھی ہے ان شاءاللہ وہ سب صاف ہو جائے گی۔

آج ہم کیسی باتیں کرتے ہیں؟ فرقے بنا کر دوسروں کو کیسی باتیں سُناتے ہیں۔ خیر خواہی کریں۔ ایک دوسرے کے لئے دعائیں کریں۔ ایک دوسرے پر لعن طعن نہ کریں۔ قرآن اور حدیثِ رسولؐ سے جُڑ جائیں۔

انشاءاللہ آپ ایمان والے اور نیک اعمال کرنے والے بے حد خوبصورت اور حسین جنت الفردوس میں جائیں گے۔ یہ کسی کی عام کہی ہوئی بات نہیں یہ کائنات کے رَبّ کا ہم سے وعدہ ہے۔ جہاں داخل ہوتے ہی انسان بول اُٹھے گا۔ الحمدُللہ۔ اللہ سبحان وتعالیٰ کا وعدہ پورا ہوُا۔ اور وہ جنت اتنی خوبصورت ہو گی کہ کسی آنکھ نے ایسا حسین منظر نہیں دیکھا اور نہ سُنا۔ بے حد وسیع وعریض ہو گی۔

اللہ نے ہی ہمیں ہدایت عطا فرمادی ورنہ ہم کیسے ہدایت کا راستہ پاتے۔

جنّت شکر گزاروں کو اور نیک اعمال کرنے والوں کو ملے گی۔ یہاں دیکھیں کہ اس بات کا بے حد خوبصورت امتزاج ہے۔ بندے کہتے ہیں کہ الحمدُللہ اللہ نے ہمیں جنّت عطا فرمادی اور اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ تم نے نیک اعمال کئے اس لئے جنت ملی ہے۔ اب ہم سب اپنا جائزہ لیں۔ کیا ہم اللہ کے شکر گزار بندے ہیں؟

جو ہماری شخصیت دُنیا میں ہے جنت میں بھی وہی رہے گی۔ اگر آج ہم شکر گزار بندے ہیں تو وہاں بھی شکر کرینگے۔ اپنا آپ کو بدلیئے۔ اپنا محاسبہ کرتے رہیں۔ اپنے آپ کو اللہ اور رسول کے اطاعت گزار اور شکر گزار بندے بنائیں۔

حدیث کا خلاصہ: جنت میں مثال ہے سو درجات ہیں۔ تو ہمیں وہاں ایک دوسرے کے گھر ایسے نظر ائیں گے جیسے زمین سے ستارے نظر آتے ہیں۔ لیکن ایک دوسرے سے شکوے نہیں ہونگے کہ اُن کا اعلیٰ درجہ ہے۔ اپنے آپ کو شکر گزار اور غنی بنالیں۔

اپنے آپ سے کہا کریں کہ یا اللہ یہ تیرا فضل ہے۔ یہ اللہ تیرا شکر ہے۔ تم نے مجھے نعمتیں دیں۔ تو نے مجھے توفیق عطا کی۔

کچھ لوگ کہتے ہیں۔ کہ اللہ کو ہماری نماز کی ضرورت نہیں ہے۔ یا ہمارے نیک اعمال تو اتنے اچھے ہی نہیں اب ہم کیا کوشش کریں۔ یا ہم تو اللہ کے کمزور یا گناہگار سے بندے ہیں۔ ہمیں کیا جنت ملنی۔

اَصل بات یہ ہے کہ جنت اللہ کی رحمت سے ہماری کوشش پر ملنی ہے۔ ہمارے اعمال تو اس قابل ہی نہیں کہ عبادت کا حق اَدا ہوسکے۔ اس لئے ہمیں اللہ کو راضی کرنے کی اور قرآن و حدیثِ رسولؐ پر عمل کرنے کی کوشش کرتے رہنا چاہیئے۔

کان اللہ شاکراً عظیما۔

لیکن ایسا نہیں ہونا چاہیئے کہ سُستی اور کاہلی سے بیٹھے رہیں یہ نہ ہو کہ کوشش ہی چھوڑ دیں۔ ایسا بالکل نہ کریں۔

ذٰلِكَ فَضۡلُ اللّٰهِ يُؤۡتِيۡهِ مَنۡ يَّشَآءُ ‌ؕ وَاللّٰهُ ذُو الۡفَضۡلِ الۡعَظِيۡمِ ﴿۴﴾ سورہ جمعہ

یہ خدا کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔ اور خدا بڑے فضل کا مالک ہے ﴿۴﴾

آپ کوشش کریں۔ ہم قرآن یاد کرنے یا معنی یاد کرنے کو کوشش ضرور کرینگے۔ پھر یاد بھی رہ جاتا ہے اور عمل کرنا بھی آسان ہو جاتا ہے۔ اللہ یہ توفیق دے دیتا ہے۔

آپ اللہ سے کہہ دیں کہ یا اللہ میں کوشش کر رہی ہوں۔ یا اللہ میں نیک اعمال کرنے کی بھی کوشش کر رہی ہوں۔ یا اللہ تجھے راضی کرنے کے لئے کھڑی بھی ہو جاتی ہوں۔ اُٹھتے بیٹھے تجھے یاد بھی کرتی ہوں۔ تو اللہ آپ کے لئے عبادات اور نیک اعمال کرنا بھی آسان کر دیتا ہے۔ اپنی کوشش پر بھروسہ نہ کریں۔ اللہ کی رحمت پر بھروسہ اور توکل کریں۔

اللہ کے ہاتھ میں ریموٹ کنٹرول ہے۔ وہ کن کہتا ہے تو فیکون ہو جاتا ہے۔ جو بندہ اللہ کی طاقت کو سمجھ لیتا ہے اور اپنی بے بسی کو سمجھ لیتا ہے۔ اللہ اُس کی قدر کرتا ہے۔ روایت ہے کہ حتیٰ کہ اللہ کے نبیؐ نے فرمایا کہ وہ اپنے اعمال کی وجہ سے جنّت میں نہیں جائیں گے۔ وہ اللہ کی رحمت سے جنت میں جائینگے۔ کہاں اُن کے اعمال اور کہاں ہم جیسے؟

بس کوشش کرتے رہیں۔ اللہ سے دُعا کرتے رہیں۔ دُنیا ہی میں ہمارے دِل پاک کر دیں۔ آج اور ابھی سوچ لیں کہ میں نے سب کو معاف کر دیا۔ انشاء اللہ آپ کو نیکیوں کی توفیق مل جائے گی۔

آگے کی آیت کو آپ کانفرنس کال کہہ سکتے ہیں۔ آج ہمارے لئے اس کی مثالیں موجود ہیں۔

آج ہم اسکائپ اور ویڈیو کال وغیرہ میں دُور کے لوگوں کو پاس دیکھ اور سُن سکتے ہیں۔

جنت آسمان پر ہے۔ اُس کے کئی درجات ہیں۔ جہنم زمین کے نیچے ہیں۔ اُس کے نیچے کے طرف کئی درجے ہیں۔ اَب روزِ حساب کے بعد کچھ لوگ جنت میں چلے جائینگے۔ کچھ لوگ جہنم میں چلے جائینگے۔ وہاں جا کر کوئی غم فکر نہیں ہو گا۔ اللہ ہم سے سب غم دُور کر دے گا۔ اللہ ہمارے اندر سے وہ احساسات ہی نکال دے گا جس سے ہم پریشان یا دکھی ہوتے ہیں۔ جنت میں جانے سے پہلے ہم گھر

والوں، دوستوں کے لئے پریشان ہونگے۔ بھاگ دوڑ کرینگے کہ کاش میری بیٹی اور بیٹا بھی جنت میں آ جائے۔ کاش میری امی جان اور ابو جان بھی جنت میں ہوں۔ لیکن ایک دفعہ جنت میں چلے گئے تو پھر کاش کا لفظ نہیں رہے گا۔

جنت میں پہنچ کر ہمیں کوئی یاد تو آئے گا۔ لیکن ہم فکر اور غم نہیں کرینگے۔ دُکھی نہیں ہونگے۔

انشاءاللہ